ماہنامہ
حنا
اگست 2019

جلد: 41 شمارہ: 8
اگست: 2019
قیمت: 80 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامیات

حمد — محمد اقبال — 7

نعت — منیر عالم — 7

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں — کاشف گوریجہ — 8

انشاء نامہ

خاموش رہو — ابن انشاء — 12

سلسلے وار ناول

دل گزیدہ — ام مریم — 24

اسیر عشق — سدرۃ المنتہیٰ — 174

ناولٹ

جانِ آرزو — حنا بشریٰ — 96

اُداس کر کے حیات — فاطمہ خان — 130

مکمل ناول

میری عید سعید تم — فوزیہ سرور — 46

اک موسم دل کی بستی کا — حنا اصغر — 82

دُلہن لے کر جائیں گے — حمیرا نوشین — 190

افسانے

اے جذبہ دل — ساریہ چوہدری — 13

عید ملن — طیبہ مرتضیٰ — 121

حاصل مطالعہ تحریم محمود 227
بیاض تسنیم طاہر 229
رنگ حنا بلقیس بھٹی 233
میری ڈائری سے صائمہ محمو 234
حنا کی محفل عین غین 231
حنا کا دستر خوان افراح طارق 236
کس قیامت کے یہ نامے فوزیہ شفیق 239

سردار طاہر محمود نے نواز پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ حنا205 سرکلر روڈ لاہور سے شائع کیا۔
خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ، **ماهنامه حنا** پہلی منزل محمد علی امین میڈیسن مارکیٹ 207 سرکلر روڈ
اردو بازار لاہور فون: 042-37310797, 042-37321690 ای میل ایڈریس،
monthlyhina@hotmail.com, monthlyhina@yahoo.com

قارئین کرام! اگست 2019ء کا شمارہ پیش خدمت ہے۔

14 اگست وہ تاریخ ساز دن جب اللہ تعالیٰ نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک عظیم نعمت، ایک علیحدہ وطن سے نوازا۔ مسلمانوں کی تاریخ میں ایک سنہرا باب رقم ہوا اور وہ کام جو ناممکن نظر آتا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے عزم، حوصلے، استقامت اور اتحاد سے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں ممکن کر دکھایا۔

قدرت کی مہربانیاں بھی شامل حال رہیں۔ وہ کون سی نعمت ہے جو پاکستان کو حاصل نہیں۔ زرخیز زمینیں، دریا، سمندر اور محنت کش غیور عوام لیکن افسوس کہ پاکستان حاصل کرتے وقت ہم ایک قوم تھے۔ پاکستان کی تعمیر کرتے وقت ہم یہ بھول کر رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر ٹکڑوں میں بٹ گئے۔

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، جب ہم نے اپنا یہ تشخص بھلا دیا اور رنگ، نسل اور زبان کے تعصب میں پڑ گئے تو آدھا حصہ گنوا بیٹھے۔ آج ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں وہی جذبہ بیدار کرنے کی ضرورت ہے جس کی بنیاد پر ہم نے پاکستان حاصل کیا۔

قارئین عید الاضحیٰ اور جشن آزادی کی خوشیاں مبارک۔ اللہ تعالیٰ ہمارے وطن کو رہتی دنیا تک سلامت رکھے، آمین۔

اس شمارے میں:۔ فوزیہ سرور، حنا اصغر اور حمیرا نوشین کے مکمل ناول، حنا بشریٰ اور فاطمہ خان کے ناولٹ، ساریہ چوہدری اور طیبہ مرتضٰی کے افسانے، اُم مریم اور سدرۃ المنتہیٰ کے سلسلے وار ناولوں کے علاوہ حنا کے سبھی مستقل سلسلے شامل ہیں۔

آپ کی آرا کا منتظر
سردار طاہر محمود

یا رب مہر کی نظر چاہتا ہوں
میں ظلمت کدے میں نور سحر چاہتا ہوں

تیری بندگی اور اطاعت کے صدقے
عنایات کے بحر و بر چاہتا ہوں

جو دل میں محبت کی شمعیں جلا دے
میں اس گفتگو کا ہنر چاہتا ہوں

ملے روشنی مجھ کو حمد و ثنا سے
میں یہ سلسلہ عمر بھر چاہتا ہوں

ہو بستی پہ میری کرم تیرا مولا
میں لطف و عطا سر بسر چاہتا ہوں

مہر اقبال

تیری ذات باصفاء نے ہمیں کیا سے کیا بنایا
کہیں اُمتی بنایا کہیں مصطفوی بنایا

تو رسولؐ بے مثل بھی ہے اور آخری نبیؐ بھی
کہیں بے مثل بنایا ختم الرسل بنایا

وہ جو تھام لے تیرا دامن اسے کیا غم زمانہ
کہیں دل ستاں بنایا کہیں دلربا بنایا

طلع البدر گایا یثرب کی بچیوں نے
کہیں بچیوں نے گایا کہیں بیبیوں نے گایا

سارے نبیؐ ہیں ارفع سارے نبیؐ ہیں اعلیٰ
تجھ کو مگر خدا نے المصطفےٰ بنایا

نسبت سے تیری مجھ کو یہ جو حوصلہ ملا ہے
کہیں مدح خواں بنایا ہیں حمد خواں بنایا

منیر عالم

ادارہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانی

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو چتکبرے اور سینگوں والے میڈھوں کی قربانی دیا کرتے تھے اور (ذبح کرتے وقت) بسم اللہ اور تکبیر پڑھتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی گردن پر قدم مبارک رکھ کر اپنے ہاتھ سے انہیں ذبح کرتے دیکھا۔

فوائد ومسائل:۔

۱۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر صاحب استطاعت کو کم از کم ایک بکری، مینڈھا، گائے یا اونٹ کے ایک حصے کی قربانی کرنا ضروری ہے۔
۲۔ ایک سے زیادہ جانوروں کی قربانی بھی جائز بلکہ افضل ہے۔
۳۔ گھر کے فرد کو اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرنا چاہیے، تاہم کوئی دوسرا شخص بھی ذبح کر سکتا ہے۔
۴۔ قربانی کا جانور عمدہ اور خوبصورت ہونا چاہیے۔
۵۔ ذبح کرتے وقت جانور کے جسم پر پاؤں رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جانور قابو میں رہے اور بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔

اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانی

حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قربانی کرنا چاہتے تو دو بڑے بڑے، موٹے تازے، سینگوں والے چتکبرے اور صحت مند مینڈھے خریدتے، ایک اپنی امت کی طرف سے ذبح فرماتے، یعنی امت کے ہر اس فرد کی طرف سے جو اللہ کی توحید کی گواہی دیتا ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام پہنچانے (اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے) کی گواہی دیتا ہو اور دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی طرف سے ذبح کرتے۔

فوائد ومسائل:۔

۱۔ قربانی کے جانور عمدہ ہونے چاہئیں۔
۲۔ جانور ظاہری شکل وصورت میں بھی اچھا ہونا چاہیے اور موٹا تازہ اور صحت مند بھی۔
۳۔ خصی جانور کی قربانی درست ہے، اسے عیب شمار نہیں کیا جاتا۔
۴۔ گھر کے تمام افراد کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کافی ہے۔
۵۔ کسی اور کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے۔

ابن انشاء

کچھ کہنے کا وقت نہیں یہ کچھ نہ کہو خاموش رہو
اے لوگو خاموش رہو...... ہاں اے لوگو خاموش رہو

سچ اچھا پر اس کے جلو میں زہر کا ہے اک پیالا بھی
پاگل ہو؟ کیوں ناحق کو سقراط بنو خاموش رہو

حق اچھا پر اس کے لئے کوئی اور مرے تو اور اچھا
تم بھی کوئی منصور ہو جو سولی پر چڑھو؟ خاموش رہو

ان کا یہ کہنا سورج ہی دھرتی کے پھیرے کرتا ہے
سر آنکھوں پر سورج ہی کو گھومنے دو خاموش رہو

محبس میں کچھ حبس ہے اور زنجیر کا آہن چبھتا ہے
پھر سوچو ہاں پھر سوچو ہاں پھر سوچو خاموش رہو

گرم آنسو اور ٹھنڈی آہیں من میں کیا کیا موسم ہیں
اس بگیا کے بھید نہ کھولو سیر کرو خاموش رہو

آنکھیں موند کنارے بیٹھو من کے رکھو بند کواڑ
انشا جی لو دھاگا اور لب سی لو خاموش رہو

☆☆☆

اے جذبہ دل گر میں چاہوں
ساریہ چوہدری

''ضمیر کی آواز نہ تو ظاہری زبان سے دی جاتی ہے اور نہ ہی کانوں سے سنائی دے سکتی ہے، کسی نے ضمیر کی صورت نہیں دیکھی، اس کی آواز ہی سنی جاتی ہے، شاید یہ آسمانوں سے آنے والے ہاتف کی صدا ہے جو ہمیں الائشوں اور غلاظتوں سے نجات دلانے کے لئے آتی ہے یہ پراسرار راستوں سے ہوتی ہوئی دل کے ایوانوں میں گونجتی ہے، کبھی ہمدرد شفیق دوست کی طرح اور کبھی ایک جرنیل کے حکم کی طرح، یہ آواز ہمارے لئے ان راستوں کو روشن کرتی ہے جو نفس کی اندھیر نگری میں گم ہو جاتے ہیں۔''

وہ بھی اس وقت خود کو اندھیر نگری میں بند محسوس کر رہی تھی، سر تھا کہ درد سے پھٹا جا رہا تھا اور سانس تھی کہ لینا محال ہو رہا تھا، یوں محسوس ہو رہا تھا کوئی اس کا گلا گھونٹ رہا ہے، پچھلے کئی دنوں سے وہ یونہی بیزار تھی، خود سے زندگی سے مگر سمجھ کچھ نہیں آ رہا تھا اسے، ابھی بھی وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے صوفے پر بیٹھی تھی۔

''حریم کیا بات ہے؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟ مجھے تم کافی دنوں سے بہت سست سست لگ رہی ہو۔'' نفیسہ بیگم پریشانی سے بولتیں اس کے پاس آ بیٹھی تھیں، اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا اور مسکرا دی تھی۔

''جی امی بس یونہی کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی، بیزاریت سی محسوس ہو رہی ہے ہر اک چیز سے، زندگی سے، اس گھر سے ان چیزوں، آسائشوں سے حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی۔'' وہ انگلیوں سے پیشانی مسلتی بولی تھی۔

''پتہ ہے حریم یہ بیزاری کیوں ہے؟'' ان کے سوال پر اس نے سر اٹھا کر ماں کو دیکھا تھا۔

''مادہ پرستی نے انسانوں میں بیزاری پیدا کی ہے، انسان، انسان سے بیزار ہے، استاد شاگردوں سے بیزار ہے اور شاگرد اساتذہ سے، ڈاکٹر مریض سے تنگ ہے مگر اس کے مال سے محبت ہے، ہسپتالوں میں بڑی رونقیں ہیں۔''

حریم ناسمجھی سے ان کو تک رہی تھی۔

''دیکھو بیٹا جب تک انسان، انسان کی حقیقت کو تسلیم نہیں کرے گا، وہ سکون اور چین سے نہیں رہے گا، یہ بیزاری روح تک آ پہنچی ہے اور ایک روحانی زندگی ہی اس کا علاج ہے اس مقام پر ہر ذی ہوش آدمی کا فرض ہے کہ وہ غور کرے، دولت سے نہیں محبت کی بیماری سے شفا پائے، انسان سے محبت کا آغاز کرے، دلوں میں پیدا ہونے والے فاصلوں کو کم کرے، خدا سے محبت کے ساتھ اس کی عبادت اور ساتھ اس کے پیدا کیے انسانوں سے محبت کرے۔''

''دیکھو حریم آج کل تبلیغ زوروں پر ہے عمل کمزور تر ہے، نئی عبادت گاہیں بن رہی ہیں، بڑے بڑے فانوس معلق ہیں، مگر دلوں میں اندھیرے بڑھ رہے تھے، وقت ہی کچھ ایسا آ گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کرنے والے اللہ کی مخلوق سے بیزار ہیں، یہ لوگ عبادت کے بہانے انسانوں سے بیزار ہیں۔''

''آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں امی؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہی، آپ کیا سمجھ رہی ہیں کہ میں کیوں پریشان ہوں؟'' وہ سر دباتے ہوئے بولی تھی۔

''حریم میں تمہاری ماں ہوں مجھے تم سے بہتر پتہ ہے تم کیا سوچ رہی ہو اور کیوں پریشان ہو؟ میں تمہیں بس یہ سمجھانا چاہ رہی ہوں کہ پہلے بھی بہت سمجھایا تھا کہ دولت میں کچھ نہیں رکھا، یہ مادی اشیاء ہیں، تمہیں بہت خواہش تھی نا کہ بڑا بنگلہ گاڑی، مہنگے کپڑے جوتے ہوں، آج دیکھو سب تمہارے قدموں میں ہے یہ بڑا گھر، نئے ماڈل کی گاڑی ہے تم نے برانڈڈ سوٹ پہنا ہے،

اُم مریم

کیتھرائن سلیمان کو پانے کی خاطر اسلام قبول کر لیتی ہے، اس کی ماں کو سلیمان پسند نہیں، باپ کی وجہ سے کیتھرائن گھر چھوڑ کر سلیمان کے پاس آتی ہے مگر سلیمان بھی ایسے اسے قبول نہیں کرتا۔

سلیمان کی رجکشن کیتھرائن کی طبع ناسازی کی وجہ بنتی ہے یہیں جان سمراٹ کیتھی کے سامنے ہتھیار ڈال کر سلیمان کو خود شادی کا پیغام بھیجتے ہیں۔

سلیمان شادی کو مشروط کرتا ہے، کیتھی ساری شرطیں مان جاتی ہے۔

خولہ کی حقیقت جان لینے کے بعد قدر کو ماں سے ہمدردی محسوس ہوتی ہے، خولہ البتہ قدر کی حمدان سے چلنے والی چپقلش سے مزید پریشان ہو چکی ہے۔

حمدان روشنی کے اصرار پر اس سے ملتا ہے مگر آئندہ ملاقات پہ پابندی بھی لگا دیتا ہے۔

خولہ حمدان کو فون کر کے ملاقات کی گزارش کرتی ہے۔

اب آپ آگے پڑھیئے

اکیانویں قسط

میری عید سعید تم سے
فوزیہ سرور

"مجھے یہ شادی ہرگز قبول نہیں ہے میری رائے، میری مرضی کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی، پکڑ کر مجھے بھینٹ چڑھادیا۔" شہریار عالم طیش سے اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے دھاڑا۔

"میرے سامنے ہی دھاڑ رہے ہو، باپ کے سامنے تو بولتی بند ہو جاتی ہے، اگر نہیں کرنی تھی شادی تو اپنے باپ سے کہنا تھا، میں کون سا راضی تھی، میرا دل بھی جل کر خاک ہوگیا تھا جب احمد عالم نے اچانک فرمان نافذ کیا تھا اور بیٹا اپنی بہن کی محبت میں بھینٹ چڑھادیا، میری ہی مت ماری گئی تھی جو احمد عالم کے کہنے پر بیٹوں اور بہو کو ساتھ جانے کے لئے راضی کرلیا۔" رعنا بیگم سر پکڑے دلگرفتگی سے گویا ہوئیں۔

لاؤنج میں رات کے آٹھ بجے ان کا بیٹا وقار، بہو رائمہ اور بیٹا شہریار عالم بیٹھے تھے، بہو رائمہ کو تو گویا سکتہ ہو گیا تھا، وہ تو گاؤں میں غریب گھر کی شادی میں اپنی امارت اور شان و شوکت دکھانے گئی تھی، واپسی پر دلہن ان کے ہمراہ ہوگی ایسا تو اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا، شہریار عالم پر حق صرف اس کی بہن ملائکہ کا تھا، ملائکہ شہریار کے عشق میں پاگل تھی اور خود شہریار بھی ملائکہ کو پسند کرتا تھا، عنقریب رعنا بیگم رمضان کی آمد سے قبل ملائکہ کا رشتہ اس کے والدین سے پوچھنے والی تھیں، یہ اچانک کیسی کایا پلٹی تھی، ملائکہ پر یہ خبر قیامت بن کر ٹوٹے گی، وہ بہن کی فکر میں گم کھڑی تھی، وقار نے ہی آگے بڑھ کر شہریار عالم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سمجھایا۔

"جو کچھ ہو چکا ہے بہتر ہے اسے قبول کرلو، بابا کی خواہش اگر پوری کر دی ہے تو خود کو کول ڈاؤن کرو، یوں چلا چلا کر کیا تم اس لڑکی کو نکال باہر کرو گے، جو دلہن بنی تمہارے نام پر تمہارے

مکمل ناول

اک عمر سے دل کی بستی کا
حنا اصغر

اس نے انتہائی تحیر سے اس کی جانب دیکھا تھا لیکن وقت تیزی سے ہاتھوں میں سے ریت کی طرح پھسلا تھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی وہ اس کو فرنٹ سیٹ پر پٹخ کر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

''پلیز میں تمہاری منت کرتی ہوں مجھے جانے دو مہران تمہیں قسم ہے پلیز۔'' دھمکی دھونس لرزش اور بیزار کن رویے بھی اثر نہ کر سکے تو وہ منت خوشامد اور التجاؤں پر اتر آئی تھی اس نے با قاعدہ اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے تھے، مہران نے گردن موڑ کر ایک اچٹتی سی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

''مہران تم ایسا نہیں کر سکتے میرے والدین میرا انتظار کر رہے ہیں پلیز مجھے واپس چھوڑ آؤ۔'' وہ چیخنے لگی تھی اور اس کی آواز کو دبانے کے لئے اس نے میوزک آن کر دیا تھا۔

میڈا عشق وی توں
میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں ایمان وی توں
میڈا جسم وی تو میڈا روح وی تو
میڈا کل وی تو جند جان وی توں
میڈ قبلہ کعبہ صحف تے قرآن وی توں
میڈا عشق وی توں
میڈا یار وی توں

اس نے غصے میں میوزک آف کر دیا تھا۔

''کیا ہوا آواز اچھی نہیں لگی، پٹھانے خان کی، اچھا ہے ناں سونگ میں اکثر سنتا ہوں اور اب تو یہ آواز یہ الفاظ دل کے قریب محسوس ہوتے ہیں۔'' وہ گہری بولتی نظروں سے اس کو جانچتے ہوئے بولا تھا۔

ریڈ آرگنزا کے کامدار لونگ شرٹ اور ریسٹ چوڑی دار پاجامے میں سر پر ریڈ آرگنزا

مکمل ناول

حنا بشریٰ

شفاف سپید آسمان کے چہرے کو گھنگھور گھٹاؤں نے ڈھانپا تو یوں گمان ہونے لگا کہ جیسے دودھیا رنگت والی حسینہ نے رخ پہ سیاہ گھونگھٹ ڈال لیا ہو، ان گھٹاؤں کے ساتھ نرم و ٹھنڈی ہوا کے جھونکے موسم کی خوشگواریت کو بڑھا رہے تھے، ایسے ظالم اور دلفریب موسم میں کس کا دل پڑھائی میں لگتا تھا، ٹیچرز نے نرمی دکھائی تو کالج کا گراؤنڈ اور لان میں اسٹوڈنٹ کا رش لگ گیا، کوئی ٹولہ لان کی نرم و سرسبز گھاس پہ براجمان ہوا تو کسی نے سنگی بینچوں پر قبضہ جما لیا، فیروزی، زرد، گلابی اور سفید لہراتے آنچل چہار سو رنگ ہی رنگ بکھیرنے لگے، گو کہ موسم سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔

"دکھاؤ...... ارے ٹھیک سے تو دکھاؤ نا۔"

ایک جوشیلی مگر برہم سی آواز ابھری۔

"کتنی دفعہ دیکھوں گی یہ تصویر؟" دوسری

ناولٹ

آواز میں قدرے کوفت سی تھی۔

"دیکھنے دو نا دلہن کا لہنگا اور دلہا کیسا لگ رہا ہے میں نے تو ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں پلیز۔"

اب کی بار آواز سے برہمی مفقود ہوئی تو اس کی جگہ التجاء نے لے لی۔

"او واؤ...... کیا کپل ہے۔" طالبات کا ایک اور گروپ بھی اسی طرف آنکلا تھا۔

"ہائے کتنی پیاری لگ رہی ہو ہما، رخصتی کے وقت اور دلہا تو کوئی فلمی ہیرو لگ رہا ہے۔"

یہ نئے آنے والے گروپ کے کمنٹس تھے جو تصویریں دیکھنے کے ساتھ ساتھ البم کی دلہن ہما جو اس کالج کی فورتھ ائیر کی سٹوڈنٹ تھی اس کی دل کھول کر مداح سرائی کر رہی تھیں، ہما کے چہرے کی رنگت شرم و حیاء سے کندھاری انار جیسی ہوئی جا رہی تھی، صبح سے لے کر اب تک کالج گرلز اس کے فوٹو البم کے ساتھ یوں چمٹی تھیں جیسے شہد کے

فاطمہ خان

اگلے دن پہلے پریڈ میں سر عزیز پارٹیسپیٹ کرنے والوں کے نام نوٹ کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ ہدایات بھی دے رہے تھے۔

''حیدر آپ کا نام تو سر عتیق لکھوا چکے ہیں۔'' سر دھیرے سے مسکرا کر بولے۔

''یس سر! پاپا نے بتایا تھا مجھے۔'' حیدر بھی مسکرائے۔

''ولید...... آپ حصہ نہیں لیں گے؟'' اب وہ ولید کی طرف متوجہ ہوئے۔

''نو سر۔''

''وائے؟'' سر کو تعجب ہوا۔

''سر مجھے دلچسپی نہیں۔'' وہ بےزاری سے بولا۔

''دیٹس ویری بیڈ، آپ کو ضرور پارٹیسپیٹ کرنا چاہیے، میں آپ کا نیم انکلوڈ (شامل) کر رہا ہوں لسٹ میں۔''

''نو سر...... پلیز......'' میں نہیں کر سکتا ولید نے انکار کیا۔

''سر آپ نام Includ کریں یہ Participate کریں گے، کیسے...... یہ مجھ پر چھوڑیں۔'' حریر نے ولید کو گھورا، سر عزیز اس کے اعتماد اور دھونس بھرے انداز پر ہنس پڑے، حریر

ناولٹ

کے بعد سر ہی تھے، جو ولی کو امپارٹس دیتے تھے۔

''او کے بٹ واٹس اباؤٹ یو (آپ اپنے بارے میں کیا کہیں گیں)۔''

''سر میں تو اسلام آباد جا رہی ہوں، پاپا عمرے پر جا رہے ہیں سو۔'' وہ طریقے سے انکار کر گئی۔

''اوہ...... بٹ اگر آپ کی غیر موجودگی میں ولید نے ہم سے بے ایمانی کر دی تو۔'' سر شرارت سے بولے۔

''ڈونٹ وری سر، اگر ان کو اپنی دھلائی نہیں کروانی، تو یہ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔'' وہ بے تکلفی سے بولی، سر اس کے انداز کو دل سے

سدرۃ المنتہیٰ

چوتھی قسط کا خلاصہ

سکھاں نے حسین لاہوتی کے بارے میں خواب دیکھا ہے کہ وہ قید میں زندہ ہے اور اس پر طرح طرح کی سختیاں ہوتی ہیں، سارنگ جائے نماز پر باپ کی موت کی دعا مانگتا ہے۔

حبیب کی تیاری مکمل ہے وہ پربھات کو کچھ سمجھانا چاہتے ہیں، جانے سے پہلے، وہ ملول ہیں اور پربھات فکرمند سلمیت مہاتی اپنی بیٹی کی بے چینیاں دیکھ کر خدشے میں گھر جاتی ہے۔

حبیب کو شفیعت اور نعمان علاج کے لئے باہر لے جاتے ہیں، جاتے ہوئے پربھات کو وہ اپنی ڈائری دے جاتے ہے اور اس میں گاؤں کا پتہ بھی ہوتا ہے۔

سارنگ سجدے میں جو دعا مانگتا ہے اسے سن کر اس کی پھپھی اسے تھپڑ مار دیتی ہیں۔

مہراب خاتون سارنگ کو بہلاتے ہوئے اس کے بچپن کی باتیں سنانے لگتی ہیں۔

احرار، پربھات کو گھر لاتا ہے، پرہ زیڈ عالم کی بنائی تصویریں دیکھ کر حیران ہے اور اسے عفیفہ شاہ سے مل کر اپنائیت کا احساس ہوا ہے۔

اب آپ آگے پڑھیئے

پانچویں قسط

دلہن تو جائے گی
حمیرا نوشین

''ہونہہ نام تو سارے ایسے چن چن کے رکھے ہیں جیسے انہی ناموں کی بدولت جنت کے مکین بن جائیں گے، نام کے ساتھ نامہ اعمال بھی تو بخشوانے کے لائق ہوں، ماں جنت، بیٹی فردوس، تو پوتی خلد بریں، اور اس عرش بریں کو تو دیکھو جس کی باتیں سن کر فرش پر پٹخنے کو دل کرتا ہے، اس کا نام تو نار جہنم ہونا چاہیے، موئی کی زبان کے آگے خندق ہے، نہ چھوٹوں پر رحم نہ بڑوں کو بخشے۔'' پان بنا کر نور جہاں نے منہ میں رکھ کر ایسے چبایا گویا عرش بریں کو دانتوں میں کچل ڈالا ہو۔

''بجا فرما رہی ہیں نانو آپ، انسان کو اسم با مسمی ہونا چاہیے پتا نہیں ہمارے والدین اپنے بچوں کے نام سوچ سمجھ کر کیوں نہیں رکھتے۔'' عاطر نے کھلے پاندان میں سے چھالیہ کا دانہ اٹھا کر منہ میں رکھا، انہوں نے اس تیزی سے پاندان بند کیا کہ اس کی انگلیاں ڈھکن تلے دبنے سے تو بچ گئیں مگر چھل ضرور گئی تھیں۔

''آپ کا نام آپ کے امی ابا نے نور جہاں رکھ دیا حالانکہ آپ شب تاریک سے حسن مستعار لئے ہوئے ہیں۔'' عاطر نے ان کے ہلکے سانولے رنگ پر چوٹ کر کے اپنی انگلیوں کی چھلائی کا بدلہ لیا۔

نور جہاں نے بلبلا کر پان کی پیک کی اگالدان میں اس زور سے پچکاری ماری کہ تخت پوش پر پاس بیٹھے عاطر کی آف وائٹ شرٹ پر سرخ نقطے پہلے مسکرائے اور پھر کھلکھلا اٹھے۔

''ہاہاہا کیا ڈیزائن بنایا ہے دادو آپ نے بیچارے کی شرٹ پر، پھپھو شبستان بچپن میں اس کو ایسے ہی ڈیزائن کی شرٹ پہنایا کرتی تھیں اور ہاں تم نے بالکل درست فرمایا انسان کو اسم با مسمی ہونا چاہیے جیسے کہ تم، نام بھی شاطر چالیں بھی

مکمل ناول

طیبہ مرتضیٰ

رآئمہ اپنے تایا چوہدری کرم الٰہی کے ساتھ
چپکی بیٹھی لاڈ اٹھواتے ہوئے بکرا نامہ سنا رہی
تھی۔

''تایا جی آپ کو کیا پتہ میرا دل کتنا جلتا ہے
جب عرشی کو اپنے بکرے کے ساتھ واک کرتے
ہوئے دیکھتی ہوں۔'' رآئمہ آنکھوں میں آنسو بھر
کر بولی۔

چوہدری کرم الٰہی نے اسے اپنے ساتھ
لگاتے ہوئے اس کے ماتھے کو چوم کر کہا۔

''او میرے پتر پریشان کیوں ہوتی ہے
پرسوں کرامت تیری پسند کا بکرا لے کر پنڈ سے آ
جائے گا تو نے مجھے پہلے بتانا تھا اتنے ڈھیر جانور
ہیں ہمارے پاس کہ تیری گنتی ختم ہو جائے، او بیٹا
جی سات بکرے اور دو گائیں تو اس عید پر میں
نے قربان کرنی ہیں اور تیرے باقی چاچے بابے
بھی اس طرح ہی کریں گے اور تو ایک بکرے
کے لئے رو رہی ہے۔''

سامنے عمر راکنگ چیئر پر بیٹھا کافی پیتے
ہوئے سوچ رہا تھا کہ رآئمہ اگر اس کے ساتھ
چپک کر بیٹھی ہوتی تو کتنا مزہ آتا وہ اس منظر میں
اتنا کھویا ہوا تھا کہ اسے کوئی آواز نہیں سنائی دے
رہی تھی وہ تو جب چوہدری کرم الٰہی دھاڑ کر
بولے تو وہ ''جی ابا جی'' کہتا ہوا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

''او تو میرے اور میری بہو کے پیار کو نظر
لگانے کی کوشش کر رہا ہے اور تو نے میری بہو کو کتنا
پریشان کیا ہو ہمارا فارم بھرا ہوا ہے، جانوروں
سے اور میری لاڈو جو ہے ایک بکرے کے لئے رو
رہی ہے۔'' عمر پر گرجتے ہوئے وہ پھر دوبارہ
رآئمہ کو پچکارتے ہوئے بولے۔

''تم اگر چاہو تو بیٹا میں تین چار گائیں اور
پانچ سات بکرے بھیج دیتا ہوں۔'' عمر چہکا۔

''پلیز ابا جی ہم نے یہاں بکرا منڈی نہیں
کھولنی۔'' رآئمہ بولی۔

''تایا ابو اونلی ون بکرا میں تھک جاؤں گی
اتنے بکرے سنبھالتے ہوئے۔'' اس ادا پر عمر کا
دل پھر سے اس کے واری صدقے ہو کر بولا۔

''تم تھکو تو سہی گود میں اٹھا کر پھروں گا۔''
رآئمہ پھر سے چہکی۔

''تایا ابو، بکرا میری پسند کا ہو ورنہ سب عرشی
کے بکرے کی تعریف کریں گے، وہ جیت جائے
گی۔'' تایا جی بھر لاڈ سے بولے۔

''کیسا بکرا چاہیے میرے بچے کو۔'' رآئمہ
سوچتے ہوئے بولی۔

''وہ بہت کیوٹ سا ہو اسکن چیتے جیسی ہو
سر پر بارہ سنگھے کی طرح بڑے بڑے سینگ ہوں
تھوڑا سا پانڈا سے ملتا ہو تھوڑا سا ڈولفن جیسا۔''
عمر نے لقمہ دیا۔

''اور بندر کی طرح درختوں پر چھلانگیں بھی
لگاتا ہو۔'' چوہدری صاحب نے خطرناک انداز
میں عمر کو گھورا اور وہ فوراً وہاں سے کھسک گیا۔

☆☆☆

رآئمہ عمر کے انگلینڈ والے چچا کی بیٹی تھی،
چوہدری کرم اور فضل الٰہی کی والدہ نے بیٹوں کے
ساتھ کو اور مضبوط کرنے کے لئے اپنے لاڈلے
پوتے اور پوتی رآئمہ کو منگنی کے بندھن میں باندھ
دیا، فضل الٰہی چونکہ ماڈرن مزاج کے تھے اس
لئے انہوں نے اس کو بات پسند نہیں کیا مگر بے
جی کی وجہ سے چپ ہو گئے تھے ان کا یہ خیال تھا
کہ جب رآئمہ بڑی ہو گی تو اپنے مستقبل کا فیصلہ
وہ خود کرے ایک ان کی ناپسندیدگی کی وجہ ان
دونوں کی عمر کا فرق تھا جو تقریباً آٹھ سال کا تھا،
وقت نے پر لگائے اور اڑتا چلا گیا رآئمہ اٹھارہ
سال کی ہو چکی تھی اسکول تک تو رآئمہ کے میل
دوستوں پر ان کو کوئی اعتراض نہ تھا مگر یونیورسٹی

تحریم محمود

حدیث نبوی ﷺ

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔
''اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ وہ تیری حفاظت کرے گا، جب تجھ کو مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور یقین کرلے کہ اگر تمام گروہ اس بات پر متفق ہو جائیں کہ تجھ کو کسی بات کا نفع پہنچا دیں ہر گز تم کو نفع نہیں پہنچا سکتے، بجز ایسی چیز کے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دی ہے، اگر وہ سب اس پر متفق ہو جائیں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچا دیں تو تجھ کو ہر گز ضرر نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دی ہے۔'' (ترمذی شریف)

سعدیہ جبار، ملتان

کام کی باتیں

- زندگی میں وہ راہیں اپناؤ جہاں سے کچھ حاصل کرسکو۔
- بیل کی طرح سہارا مت ڈھونڈو بلکہ درخت کی طرح سہارا بنو۔
- دوست ہزار بھی کم ہیں دشمن ایک بھی زیادہ ہے۔
- اگر روٹی سے عقل حاصل ہوتی تو دنیا کے بے وقوف بھوکے مرجاتے۔
- چھوٹے چھوٹے اخراجات کا خیال رکھو کیونکہ معمولی سوراخ پورے جہاز کو ڈبو دیتا ہے۔
- اس خوشی سے دور رہو جو کل غم بن کر دکھ دے۔
- محبت کرنا اور محبت کو کھو دینا محبت نہ کرنے سے بہتر ہے۔
- عقلمند کہتا ہے میں کچھ نہیں جانتا مگر بے وقوف کہتا ہے میں سب کچھ جانتا ہوں۔
- کسی کو اتنا بھی نہ چاہو کہ بھلانا چاہو تو بھلا نہ سکو۔
- جو اپنے محسن کا ناشکرا ہے وہ اپنے اللہ کا ناشکرا ہے۔

آنسہ ممتاز، رحیم یار خان

طلبا کی نفسیات

☆ ایسے طلباء جو لیکچر کے دوران پین کو عموماً بند رکھتے ہیں وہ عام طور پر مغرور ہوتے ہیں مگر تنہائی پسند ہوتے ہیں۔
☆ ایسے طلباء جو لیکچر کے دوران پین کو کھولتے اور بند کرتے رہتے ہیں وہ عموماً نالائق ہوتے ہیں مگر گھریلو مسائل بڑی خوبصورتی سے حل کر لیتے ہیں۔
☆ ایسے طلباء جو لیکچر کے دوران پین کھول کر رکھتے ہیں مگر لکھتے کم ہیں وہ عموماً ذہین ہوتے ہیں مگر وہ دوسروں کو اچھا مشورہ نہیں دیتے۔
☆ ایسے طلباء جو لیکچر کے دوران پین کی نب جان بوجھ کر دوسروں کو چبھوتے ہیں وہ عموماً حاضر جواب ہوتے ہیں مگر انہیں زندگی میں کامیابی بڑی دیر بعد ملتی ہے۔
☆ ایسے طلباء جو لیکچر کے دوران پین کو خواہ مخواہ

فائزہ قاسم ---- سکھر
اگر ہوں پھول پردیسی تو مت چھو بیوفا ہوں گے
وطن کے ہوں اگر کانٹے تو بھر لے اپنے دامن میں

....

تیز بارش کا مزہ لوٹتے والوں پہ نہ جا
وہ تیری خستہ مکانی کو سمجھتے کب ہیں

....

وقت کے سامنے تصویر بنے بیٹھے ہیں
آئینہ گردش دوراں کو دکھانے والے

نعیم امین ---- کراچی
اب میں یہ کہہ سکتا ہوں
ہجر کے صدمے سہہ سکتا ہوں
تو بچھڑا تو مَیں نے جانا
میں تنہا خوش رہ سکتا ہوں

....

احباب کو رہی میری عیوب کی جستجو
میں پرخلوص ان کے ہنر تولتا رہا

....

چاہ کر تم کو ہر خوشی گنوا دی ہم نے
زندگی تم کو سمجھا تو زندگی لٹا دی ہم نے
خواب تیرا سجایا پلکوں میں جب
پتلیوں سے آنکھ کی روشنی گنوا دی ہم نے

ہما رباب ---- کراچی
لمحہ موجود کے اندر بھی لمحہ امکان رہتا ہے
مجھے اکثر خود سے بھی بڑھ کر اس کا دھیان ہے
جو سرشاریاں عطا کرتا ہے ذہنوں کو
میرے پاس آ کر وہ کیوں بے جان رہتا ہے

....

یاد آتا ہے اس سے متعارف ہونا
خوشبو کا ہوا سے تعارف ہونا
دکھ کے آنسو کیوں بہتے ہیں غزل
ارماں تھا دل کا محبت سے واقف ہونا

....

ویران ہے تیرے بغیر یہ گھر
آ جاؤ کہ زندگی ہے مختصر
لوٹ کے پھر کب آیا ہے انجم
وقت گیا ہے جو اک بار گزر

نبیہ آصف ---- قصور
تو جو مل جائے تو زندگی سنور جائے
نہ کرو ستم اتنے کہ کوئی مر جائے

....

تیرا ملنا اک خواب جیسا
اور جینا ہے عذاب جیسا

....

اس طرف سمندر کے خوفناک تیور ہیں
اور ہم گھروندوں میں سیپیاں سجاتے ہیں
وحشتوں کے صحرا میں کون یہ بتائے گا
کس کو یاد رکھتے ہیں کس کو بھول جاتے ہیں

ثمینہ رفیق ---- کورنگی کراچی
میں نے پوچھا زندگی کیا ہے
ہنس پڑے پھول رو پڑی شبنم

....

یہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

....

یہ سوچ میں ڈوبا ہوا ٹھہرا ہوا انداز
جیسے کبھی آپس میں تعلق نہ رہا ہو
مجھ سے تو نہیں رکتے یہ بہتے ہوئے آنسو

راحیلہ سمیع ---- ملتان

س: حنا کی محفل میں شرکت چاہتی ہوں پلیز اجازت دیجیے؟

ج: اجازت ہے۔

س: حصول رزق حلال عبادت ہے آج کل کیسے سمجھایا جائے؟

ج: نوٹ دے کر۔

س: جو لوگ حسد کی بھٹی میں جلتے ہیں ان کا علاج بتائیں؟

ج: ان کو جلنے دو جب جل جائیں گے تو خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔

س: آپ کے پاس سے جلنے کی بو کیوں آ رہی ہے سچ سچ بتاؤ کون ہے وہ؟

ج: تم ہی تو ہو جو جل رہی ہو۔

س: میں نے سنا ہے آپ کی عینک بہت موٹی ہے، ویسے کیا نمبر ہے؟

ج: کیا تم اپنی عینک گھر بھول آئی ہو جو میری لگانا چاہتی ہو۔

آنسہ ساجد ---- رحیم یار خان

س: سکون بھی خواب ہوا نیند بھی ہے کم کم، کیوں؟

ج: بدہضمی کی وجہ سے ہے۔

س: کیوں جان پر بن آئی ہے بچھڑا ہے اگر وہ؟

ج: اس سے بھی پوچھو کہ تم سے بچھڑ کر وہ کتنا خوش ہے۔

س: شعر کا جواب دیں۔

سب کو فکر ہے مگر اپنے آپ کی
مجھے فکر ہے تو صرف اس کی

ج: جواب حاضر ہے۔

یہ راہ محبت کہتے ہیں پرخار بھی ہے اور دور بھی ہے
لیکن دل مضطرب کیا کیجیے مشتاق بھی ہے مجبور ہے

فریال امین ---- ٹوبہ ٹیک سنگھ

س: کبھی لمحے صدیوں جتنے ہو جاتے ہیں
کبھی سال یہ لمحوں میں مک جاتے ہیں

ج: دنیا بے ثبات میں ہر شے ہے تیز گام
ہر دن کے ساتھ رات ہے اور صبح کی ہے شام

س: کبھی آنسوؤں سے ہتھیلیوں پر پڑے چھالے
کبھی کوئی بے بسی سے انہیں چھپالے

ج: نازک خیال بھی ہیں موجود اے فلک
خالی رہا نہیں کبھی دریا حباب سے

نازیہ کمال ---- جھنگ

س: انسانیت کی معراج کیا ہے؟

ج: انسان بننا۔

س: دنیا کا مشکل مرحلہ کیا ہے؟

ج: آدمی کا انسان بننا۔

س: تدبیر اور تعبیر میں کتنا فاصلہ ہے؟

ج: بہت تھوڑا۔

مریم رباب ---- خانیوال

س: یہ چلتے چلتے رک کیوں گئے؟

ج: تم نے آواز جو دی۔

س: سوچ لو پھر نہ کہنا؟

ج: سوچ بھی لیا کچھ نہیں کہوں گا۔

ام خدیجہ ---- شاہدرہ لاہور

س: یہ دنیا والے بڑے بے وفا ہوتے ہیں؟

صائمہ محمود

مریم ماہ منیر: کی ڈائری سے ایک نظم
آج کل ہم بڑے سکھی ہیں
ہم تم سے یہ کہنا چاہتے ہیں
کہ تم سے دل لگا کر
آج کل ہم بڑے سکھی ہے
جو دکھ تھے زندگی میں
کرچیوں کی صورت
دل میں گہرے زخم کرتے
جو رستے رہتے ہیں ہر دم
تمہارے آنے پر وہ زخم سارے
آپ ہی پل میں تسل گئے ہیں
کبھی جو سوچوں کہ ایک وقت تھا
زندگی میں اندھیرے چہار سو تھے
تیرے ہم قدم ہونے پہ
وہ سب اندھیرے پل ہی میں
روشنیوں میں بدل گئے ہیں
وہ دکھ کے لمحے بھی ڈھل گئے ہیں

حنا بشریٰ: کی ڈائری سے خوبصورت نظم
اب وصل یار کی خواہش نہیں رہی
بکھرا ہوں اس طرح کہ سمٹنے کی تمنا نہیں رہی
راتوں کو جاگتا تھا جس کی یاد میں
اب اسے سوچنے کی بھی فرصت نہیں رہی
لگتی ہیں خوشیاں اب اجنبی مجھے
اس لئے اب مسکرانے کی عادت نہیں رہی
آغاز بے وفائی ہوا اس طرف سے
مگر اب مجھے وضاحتوں کی ضرورت نہیں رہی
جانے والے جا تجھے چھوڑا تیرے حال پہ
مجھ کو تیرے سہارے کی اب چاہت نہیں رہی

طاہرہ بشیر: کی ڈائری سے ایک غزل
تم بن لیتے ہو ریشمی خواب
دھاگے کچے بھی ہوا کرتے ہیں
کہتے ہیں ناں چند لوگ محبت کو دغا
جذبے سچے بھی ہوا کرتے ہیں
اک جھوٹ پہ قائم نہیں دنیا ساری
لوگ سچے بھی ہوا کرتے ہیں
مانا کہ ٹوٹا کرتے ہیں وعدے پیار کے
بندھن پکے بھی ہوا کرتے ہیں
بدنام تو زمانے نے کیا انہیں آنسہ
دل والے اچھے بھی ہوا کرتے ہیں

سائرہ احمد: کی ڈائری سے خوبصورت نظم
''مشورہ''
اپنی سب خواہشوں کا گلا گھونٹ کر
جسم و جاں کو نئی زندگی بخش دے
وقت یونہی نہ رو رو کے ناشاد کر
یوں نہ اپنی جوانی کو برباد کر
بیتے لمحوں کو ہر پل نہ اب یاد کر
خدا کی یاد سے دل کو آباد کر
مجھ سے بہتر ملے گا تجھے ہمسفر
اے میری جان جاں!
گر نہ ہوتیں مرے پاؤں میں بیڑیاں
بنا کے دلہن تجھے لاتا میں اپنے گھر
اے مری دلربا اب نہ آنسو بہا
بیتے لمحوں کو جان وفا بھول جا
بیتے لمحوں کو جان وفا بھول جا
یوں سمجھنا کہ ماضی اک خواب تھا
اک حسین خواب تھا

نازیہ کمال: کی ڈائری سے ایک نظم
تم سے اچھا تو یہ چاند ہے

نکتہ چیں

ایک شخص کو بیوی کے کاموں میں نکتہ چینیاں کرنے کی عادت تھی، ایک روز وہ دفتر سے لوٹا تو اس کی بیوی نے انڈہ ابال کر دیا جس پر اس نے کہا۔

''آج تو میں نے آملیٹ کھانا تھا؟''

دوسرے روز بیوی نے آملیٹ بنا دیا تو وہ بولا۔

''میں نے تو ابلا ہوا انڈہ کھانا تھا۔''

تیسرے روز بیوی نے سمجھداری سے کام لیتے ہوئے ایک ساتھ آملیٹ اور ابلا ہوا انڈہ پیش کیا جس پر شوہر ناراض ہونے لگا۔

''کر دیا ناں ستیاناس جس انڈے کا آملیٹ بنانا تھا اسے ابال دیا اور جسے ابالنا تھا اس کا آملیٹ بنا دیا۔''

جویریہ ناصر، گلبرگ لاہور

فکر

لیکچر روم میں پروفیسر صاحب لیکچر دے رہے تھے کہ ایک بات پر بحث شروع ہو گئی کہ انسان کے مرنے کے بعد روحیں نہیں مرتیں، بلکہ زندہ رہتی ہیں۔

کچھ شاگردوں کا نظریہ تھا کہ روحیں مرنے کے بعد کسی دوسرے جسم میں داخل ہو جاتی ہیں، اسی دوران ایک لڑکے نے اٹھ کر سوال کیا کہ۔

''اگر میرے مرنے کے بعد میری روح کسی گدھے کے جسم میں چلی گئی تو پھر کیا ہوگا؟''

پروفیسر صاحب اطمینان سے بولے۔

''تم فکر مت کرو روحیں کبھی اپنے پرانے جسم میں واپس نہیں جاتیں۔''

اُم ایمن، گوجرانوالہ

شجرہ نسب

ابن انشاء اپنے شجرہ نسب پر روشنی ڈالتے ڈالتے ایک پتے کی بات کر جاتے ہیں کہ آدمی کے لئے کیا ایک ہی حوالہ کافی نہیں کہ وہ ابن آدم ہے وہ لکھتے ہیں۔

''پروفیسر محمد ایوب قادری ایک محقق آدمی ہیں، شجرہ نسب مانگ رہے تھے ہمارے ہاں کہاں سے آتا۔''

ہم نے کہا کہ ''بزرگوں میں ہمیں اپنے والد کا نام دیا ہے ایک اور مورث اعلیٰ کا کہ اپنے زمانے کے مشہور پیغمبر تھے، بولے کون؟''

ہم نے حضرت آدم کا نام بتایا تو عقیدت سے ادھ موئے ہو گئے۔ (ابن انشاء کی تصنیف ''خمار گندم'' سے)

عابدہ سعید، گجرات

گھاٹا

کرتے کرتے وہ یہ بات بھی کر گیا
مری محبت میں اسے گھاٹا پڑ گیا
پچھلے سال تھا جیب میں لاکھ روپیہ
سال کے بعد جیب میں سناٹا پڑ گیا
پچھلے سال چلتا تھا سپر اسٹور
اب کے سال ٹھیلہ فٹ پاتھ پر پڑ گیا
کل تک کھاتا تھا میں برگر فائیو اسٹار کے
آج مجھ کھانا لنگر سے پڑ گیا
مری کوٹ پتلون سب گئی ہیں بک
فقط مرے پاس کرتا رہ پجامہ گیا
گھر کر دیا جب سے میں نے تیرے نام
سونا مجھے جب سے سڑک پر پڑ گیا

حنا کا دسترخوان

افراح طارق

مغز مسالا

اشیاء

مغز	250 گرام
ہلدی پاؤڈر	1/4 چائے کا چمچہ
نمک	حسب ذائقہ
پیاز (چوپ کرلیں)	دوعدد
ٹماٹر (چوپ کرلیں)	دوعدد
ادرک لہسن پیسٹ	دوچائے کے چمچے
پودینہ (چوپ کرلیں)	ایک گٹھی
ہرادھنیا (چوپ کرلیں)	ایک گٹھی
دہی	ایک کپ
کلونجی	ایک چائے کا چمچہ
لال مرچ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچہ
ہری مرچیں	دوعدد
گھی	ایک کپ
گرم مسالا پاؤڈر	ایک چائے کا چمچہ
ثابت زیرہ	ایک چائے کا چمچہ

ترکیب

ایک پتیلی میں گھی ڈال کر گرم کر کے اس میں پیاز ڈال کر لائٹ براؤن کرلیں، اب اس میں ٹماٹر، کلونجی، ادرک، لہسن پیسٹ ڈال کر بھونیں، کچھ دیر بعد ہلدی پاؤڈر، نمک، لال مرچ پاؤڈر، گرم مسالا اور ثابت زیرہ ڈال کر بھون لیں۔

مغز کو ٹھنڈے پانی میں ڈال کر اس کی اوپر والی جھلی اتار لیں اور مکمل طور پر صاف کر کے ٹکڑے کرلیں، پتیلی میں دہی، پودینہ، ہری مرچیں، ہرادھنیا اور مغز ڈال کر پکائیں، ڈھک کر ہلکی آنچ پر اس وقت تک پکائیں کہ گھی مسالے سے الگ ہو جائے، مزے دار مغز مسالا تیار ہے، تندوری روٹیوں یا نان کے ساتھ سرو کریں۔

کلیجی فرائی

اشیاء

کلیجی	آدھا کلو
ٹماٹر (کیوب کاٹ لیں)	دوعدد
آلو (کیوب کاٹ لیں)	دوعدد
لال مرچ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچہ
گردے	چارعدد
ہری مرچیں	چارعدد
ہرادھنیا (کٹا ہوا)	ایک چائے کا چمچہ
ادرک لہسن پیسٹ	ایک چائے کا چمچہ
ہلدی پاؤڈر	ایک چوتھائی چمچہ
نمک	حسب ضرورت
سیاہ مرچ پاؤڈر	حسب ذائقہ
تیل	آدھا کپ

ترکیب

کلیجی اور گردوں کو اچھی طرح سے دھو کر ادرک لہسن پیسٹ، لال مرچ پاؤڈر، ہلدی پاؤڈر اور نمک لگا کر آدھے گھنٹے تک میرینیٹ ہونے کے لئے رکھیں، فرائنگ پین میں تیل گرم کر کے میرینیٹ کیا ہوا کلیجی اور گردوں کا آمیزہ ڈالیں، ساتھ آلو کے کیوب بھی شامل کر دیں، آنچ پہلے ہلکی رکھیں، تا کہ کلیجی اور گردے گل جائیں، تھوڑی

فوزیہ شفیق

السلام علیکم!

آپ کے خطوط اور ان کے جوابات کے ساتھ حاضر ہیں، آپ سب کی صحت وسلامتی کی دعاؤں کے ساتھ۔

اللہ کریم ہم سب کو اور ہمارے پیارے وطن کو اپنی حفظ وامان میں رکھے آمین۔

خواب، خواہشیں، امیدیں مایوسی کی دھند میں ڈوبتی جارہی ہیں، ہر لمحہ کے ساتھ بڑھتا عدم تحفظ کا احساس زندگی کو بے رنگ کر رہا ہے، جس معاشرے میں دولت اور طاقت کو اچھائی کا معیار بنالیا جائے جہاں ظلم وستم کے سامنے سر ہی نہیں دل بھی جھکتے ہوں وہاں خواب بھی مرجاتے ہیں اور قدرت بھی مہربان نہیں ہوتی، ایمان کا سب سے کمزور درجہ یہ ہے کہ ہم برائی کے خلاف احتجاج نہ کرسکیں، آواز نہ اٹھا سکیں تو کم ازکم دل میں تو برا سمجھیں، لیکن یہاں اس کے حق میں جواز دیئے جاتے ہیں اس کار خیر میں میڈیا اپنے حصے کا کام بخیر وخوبی انجام دیتے ہیں، نام نہاد صحافی جو اینکر پرسن بن کر لاکھوں میں تنخواہیں بٹورتے ہیں دو مخالف پارٹی ممبران کو آمنے سامنے بٹھا کر ان کو ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کا خوب موقع دیتے ہوئے خود چائے کا کپ پکڑے مسکراتے ہوئے اس اسکرپٹ ڈرامے کو انجوائے کرتے ہیں ساتھ نظریں سامنے رکھے جدید موبائلوں پر لگی ہوتی ہے جہاں لمحہ بہ لمحہ پروگرام کی ریٹنگ کا گراف چل رہا ہوتا ہے جہاں وہ دیکھتے ہیں معاملہ ٹھنڈا پڑنے لگا ہے وہ بحث میں مزید چنگاری پھینک دیتے ہیں، یوں لعن طعن کا سلسلہ دوبارہ سے عروج پر جا پہنچتا ہے۔

آخر کب تک یہ عوام کو بے وقوف بناتے رہیں گے آخر کب تک، کیا کوئی ایسا ہاتھ نہیں جو ان میڈیا اینکرو کے گریبان تک پہنچے اور پوچھے کہ تم لوگ کیوں اس قوم کو نفسیاتی مریض بنا رہے ہو، دو کمروں کے گھروں سے نکل کر ایکڑوں پر پھیلے فارم ہاؤسز تک تو تم جا پہنچے ہو، اب اور کیا چاہتے ہو؟ لیکن پوچھے تو پوچھے کون۔

صاحب اقتدار اور اہل فکر کی عاقبت نا اندیشی نے اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ بیرونی دشمنوں سے زیادہ ہمیں ان نام نہاد میڈیا دانش وروں سے خطرہ ہے۔

تبدیلی آسکتی ہے، زندگی آسان اور خوش رنگ ہوسکتی ہے، لیکن اس کے لئے شفاف ذہنوں، نفرت، کدورت، کینہ، لالچ اور تعصب پاک دلوں کی ضرورت ہے۔

لیکن امید کی ایک کرن ابھی نظر آتی ہے کہ آج بھی ہمارے درمیان کچھ لوگ ہیں، جو ظلم و جبر کی اس فضا میں چراغ روشن کیے ہوئے ہے محبتوں کے چراغ، انسانیت اور انسان دوستی کے چراغ، دعا کریں یہ چراغ بجھنے نہ پائیں، سب کو دعاؤں میں یاد رکھیئے۔

اپنا بہت سا خیال رکھتے ہے ان کا بھی جن سے آپ سے محبت کرتے ہیں۔

آیئے آپ کی خطوط کی محفل میں چلتے ہیں، درود پاک، کلمہ طیبہ اور استغفار کا ورد کرتے